بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنعیم سے عمرہ کرنا کیسا؟ کیا جعرانہ سے عمرہ افضل ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ (1) کیا تنعیم سے عمرہ کرنے کا حکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص تھا؟ بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے عذر کی وجہ سے وہاں سے عمرے کا احرام باندھنے کی اجازت دی ہے، لہذا یہ معاملہ ان کے ساتھ خاص تھا، یا اب بھی خاص عذر والی عورتوں کیلئے اجازت ہے کہ وہ ایام سے فارغ ہو کر وہاں سے عمرے کا احرام باندھ سکتی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

(2) نیز بعض لوگ تنعیم کے مقابلے میں جعرانہ سے عمرہ کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جعرانہ سے عمرہ کرنا افضل ہے، کیونکہ بذاتِ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعرانہ کے مقام سے عمرے کا احرام باندھا ہے؟

جواب

(1) مقامِ تنعیم جہاں اس وقت مسجدِ عائشہ (رضی اللہ عنہا) واقع ہے، وہاں سے عمرے کا احرام باندھنا صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، یا کسی عذر والی عورت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ حکم عام ہے یعنی حرمِ مکہ میں موجود ہر شخص جو عمرے کا ارادہ رکھتا ہو، خواہ وہاں مقیم ہو، یا کسی غرض سے آیا ہو، اور چاہے مرد ہو یا عورت، اس کے لیے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنا شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

اولاً: جس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا، اس میں کہیں یہ تصریح موجود نہیں کہ یہ حکم صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، یا عذر والی خواتین کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا حدیث کو بلا دلیل مخصوص کرنا درست نہیں۔

ثانیاً: جو شخص حدودِ حرم کے اندر ہو اور عمرہ کرنا چاہے، اس پر لازم ہے کہ وہ حرم سے باہر "حِل" میں سے کسی بھی جگہ سے احرام باندھے۔ خاص مقامِ تنعیم ہی ضروری نہیں، بلکہ جعرانہ، حدیبیہ یا دیگر مقاماتِ حِل سے بھی احرام باندھا جا سکتا ہے۔ البتہ تنعیم چونکہ حرم سے سب سے قریب ترین حد ہے، وہاں جا کر احرام باندھ کر واپس آنے میں سہولت زیادہ ہے، اسی لئے اکثر لوگ وہیں سے احرام باندھتے ہیں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں: عین ممکن ہے کہ یہی قرب اور سہولت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنے کے حکم دینے کی اصل وجہ بنی ہو۔

ثالثاً: صحابہ کرام و تابعینِ عظام کے زمانے سے لے کر آج تک حدودِ حرم میں موجود لوگ عمرے کیلئے تنعیم سے احرام باندھتے چلے آرہے ہیں اور کسی نے اسے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، یا عذر والی عورتوں کے ساتھ خاص قرار نہیں دیا۔ امت کا مسلسل تعامل بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حدودِ حرم میں موجود ہر شخص عمرے کیلئے یہاں سے احرام باندھ سکتا ہے۔ نیز خود صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں صریح روایت موجود ہے کہ آپ نے بھی تنعیم کے مقام سے عمرے کا احرام باندھا۔ ان کا یہ عمل بھی اس خصوصیت کی نفی کرتا ہے۔

(2) دوسرے سوال کے جواب کا دارومدار اس اصول پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول (فرمان) اور فعل (عمل) میں سے کس کو ترجیح ہوگی۔ احناف کے نزدیک اگر دونوں میں فرق ہو تو قولی دلیل کو فعلی دلیل پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، کیونکہ قول زیادہ واضح ہوتا ہے جبکہ فعل کسی خاص موقع، حالت یا عادت کے مطابق بھی ہو سکتا ہے۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جعرانہ کے مقام سے عمرے کا احرام باندھنے کو دیکھا جائے تو یہ ایک فعلی دلیل ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم کے مقام سے عمرے کے احرام باندھنے کا جو حکم دیا تو وہ ایک قولی دلیل ہے۔ لہذا قولی دلیل کی فعلی دلیل پر ترجیح کی بنیاد پر احناف کے نزدیک تنعیم سے عمرہ کرنا افضل قرار پائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنے سے متعلق صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک ہے: ”عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع فأهللنا بعمرة، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: "من كان معه هدي فليهل بالحج مع العمرة، ثم لا يحل حتى يحل منهما جميعا"، فقدمت مكة وأنا حائض، ولم أطف بالبيت، ولا بين الصفا والمروة، فشكوت ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: انقضي رأسك، وامتشطي، وأهلي بالحج، ودعي العمرة" ففعلت، فلما قضينا الحج، أرسلني النبي صلى الله عليه وسلم مع عبد الرحمن بن أبي بكر إلى التنعيم فاعتمرت، فقال: "هذه مكان عمرتك"“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے تو ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو، وہ حج کو عمرے کے ساتھ ملا لے، پھر وہ اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک کہ دونوں سے ایک ساتھ فارغ نہ ہو جائے۔ (فرماتی ہیں کہ) میں مکہ مکرمہ پہنچی تو میں ایام سے تھی، اس لیے نہ میں بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ میں نے اس بات کی شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا: اپنے سر کے بال کھول دو، کنگھی کرو، حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (میرے بھائی) عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا، تو میں نے وہاں سے عمرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (عمرہ) تمہارے اُس (فوت ہونے والے) عمرے کے بدلے میں ہے۔ (صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 394، 395، رقم الحدیث: 1569، دار التاصیل، قاھرۃ)

حرمِ مکہ والوں کیلئے عمرے کی میقات حل ہے، چاہے حِل میں کہیں سے بھی ہو۔ البتہ تنعیم حدود حرم میں سب سے قریب ترین حرم کی حد ہے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہاں سے عمرے کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا ہو۔ چنانچہ علامہ محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں فرماتے ہیں: "وقال جمهور العلماء من التابعين وغيرهم، منهم أبو حنيفة وأصحابه ومالك والشافعي وأحمد وإسحاق وأبو ثور وآخرون: وقت العمرة لمن كان بمكة الحل، وهو خارج الحرم: فمن أي الحل أحرموا بها جاز، سواء ذلك التنعيم أو غيره من الحل. وقال الطحاوي: إنه قد يجوز أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم قصد إلى التنعيم لأنه كان أقرب المحل منها، لأن غيره من الحل ليس هو في ذلك كهو" ترجمہ: اور تابعین وغیرہ میں سے جمہور علماء، جن میں امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابو ثور اور دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ مکہ میں رہنے والے کے لیے عمرے کا میقات حِل ہے، یعنی حدودِ حرم سے باہر کا علاقہ۔ پس وہ حِل کے جس مقام سے بھی عمرے کا احرام باندھیں جائز ہے، خواہ تنعیم ہو یا حِل کا کوئی اور مقام۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنعیم کا قصد اس لیے فرمایا ہو کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے حِل کے مقامات میں سب سے قریب تھا، کیونکہ حِل کے دوسرے مقامات اس کے برابر قریب نہ تھے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد 9، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی)

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا، چنانچہ "موطأ امام مالک" میں ہے: "عن هشام بن عروة، أنه أخبره أنه رأى عبد الله بن الزبير أحرم بعمرة من التنعيم" ترجمہ: حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا۔ (مؤطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 498، رقم الحدیث: 1285، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

احناف کے نزدیک جعرانہ کے مقابلے میں تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے، چنانچہ "تنویر الابصار مع در المختار" میں ہے: "(و) الميقات (لمن بمكة) يعني من بداخل الحرم (للحج الحرم وللعمرة الحل)؛ ليتحقق نوع سفر، والتنعيم أفضل" ترجمہ: اور جو شخص مکہ مکرمہ میں ہو، یعنی جو حدودِ حرم کے اندر موجود ہو، اس کے لیے حج کا میقات حرم ہے اور عمرے کا میقات حِل (حرم سے باہر) ہے، تاکہ سفر کی ایک صورت پائی جائے اور تنعیم (ان مقاماتِ حل میں سے) افضل ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "رد المحتار علی الدر المختار" میں فرماتے ہیں: "(قوله والتنعيم أفضله) هو موضع قريب من مكة عند مسجد عائشة، وهو أقرب موضع من الحل ط أي الإحرام منه للعمرة أفضل من الإحرام لها من الجعرانة، وغيرها من الحل عندنا وإن كان صلى الله عليه وسلم أحرم منها لأمره عليه الصلاة والسلام عبد الرحمن بأن يذهب بأخته عائشة إلى التنعيم لتحرم منه والدليل القولي مقدم عندنا على الفعلي وعند الشافعي بالعكس" ترجمہ: اور ان کا قول کہ "تنعیم اس کا افضل مقام ہے"۔ تنعیم مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں مسجدِ عائشہ واقع ہے، اور یہ حل (حرم سے باہر) کے مقامات میں سب سے قریب ترین جگہ ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک عمرے کا احرام تنعیم سے باندھنا جعرانہ اور دیگر مقاماتِ حل کے مقابلے میں زیادہ

افضل ہے، اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ وہ اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جائیں تاکہ وہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک قولی دلیل (زبانی حکم) فعلی دلیل (عمل) پر مقدم ہوتی ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے برعکس ہوتا ہے۔ (تنویر الابصار مع در مختار ورد المحتار، جلد 3، مطلب فی المواقیت، صفحہ 554، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط" میں فرماتے ہیں: "ثم احرام المکی من التنعیم افضل عندنا للعمرۃ، ومن الجعرانۃ عند الشافعی، بناء علی ان الدلیل القولی اقوی وھو مذھبنا، أو الدلیل الفعلی وھو مذھبہ" ترجمہ: پھر مکی شخص کا عمرہ کے لیے تنعیم سے احرام باندھنا ہمارے (احناف کے) نزدیک افضل ہے، اور امام شافعی کے نزدیک جعرانہ سے افضل ہے، اس بنیاد پر کہ قولی دلیل (فعلی دلیل سے) زیادہ قوی ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے، یا فعلی دلیل (قولی دلیل سے) زیادہ قوی ہے اور وہ ان (امام شافعی) کا مذہب ہے۔ (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب المواقیت، صفحہ 117، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح الشفا للقاضی عیاض" میں فرماتے ہیں: "(تقديم الفعل) من الأدلة (على القول إذا تعارضا) وجهل المتأخر منهما وهم أصحاب الشافعي فأما عندنا فيرجح القول على الفعل لأنه أدل على كونه للقربة لاحتمال أن الفعل وقع وفق العادة أو بحسب ما يناسب تلك الحالة ولذا قال اصحابنا إن الاعتمار من التنعيم أفضل منه من الجعرانة خلافا للشافعية مع أن عمرة عائشة كانت متأخرة حيث وقعت عام حجة الوداع وعمرة الجعرانة كانت سنة الفتح" ترجمہ: دلائل میں سے قول و فعل جب متعارض ہو جائیں اور ان میں سے آخری معلوم نہ ہو، تو فعل کو قول پر ترجیح ہوگی اور یہ امام شافعی کے اصحاب کا موقف ہے۔ جبکہ ہمارے (احناف کے) نزدیک قول کو فعل پر ترجیح دی جائے گی، کیونکہ قول زیادہ واضح طور پر قربت (عبادت ہونے) پر دلالت کرتا ہے، اس لیے کہ فعل میں احتمال ہوتا ہے کہ وہ عادت کے مطابق صادر ہوا ہو، یا کسی خاص حالت کی مناسبت سے واقع ہوا ہو۔ اسی وجہ سے ہمارے فقہاء (احناف) نے فرمایا ہے کہ تنعیم سے عمرہ کرنا، جعرانہ سے افضل ہے، برخلاف شافعیہ کے۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ بعد میں تھا، اس طرح کہ وہ حجۃ الوداع کے سال واقع ہوا تھا، جبکہ جعرانہ کا عمرہ فتحِ مکہ کے سال ہوا تھا۔ (شرح الشفا للقاضی عیاض، جلد 2، صفحہ 261، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1192

تاریخ اجراء: 26 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 14 مئی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net